Volume 03, Issue 03,
July-September 2025
PP: 87-95
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

قرآن مجید کی روشنی میں محمد ﷺ کے خصائص نبوی کا تحقیقی جائزہ

A Research Study on the Prophetic Characteristics (Khaṣāʾiṣ al-Nabī) of Muhammad ﷺ in the Light of the Holy Qur'an

Dr. Farida [1]*, Dr. Pari Gul Tareen [2]

Article History

Received
19-08-2025

Accepted
27-08-2025

Published
30-09-2025

Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
Signatory of DORA
اردو جرائد اشاریہ
ACADEMIA
Google Scholar
EuroPub

Abstract

The characteristics of Prophet Muhammad (peace be upon him), as illuminated by the Qur'an, offer profound insights into his unparalleled role as the Seal of the Prophets and his distinct position in the divine order of messengership. While he shares several essential traits with earlier Prophets such as conveying divine revelation, embodying moral excellence, and guiding humanity toward righteousness the Qur'an distinctly emphasizes his universal mission and timeless relevance. Unlike previous messengers whose guidance was limited to specific nations or eras, the Prophethood of Muhammad (PBUH) transcends boundaries of race, geography, and time, addressing the entirety of humankind.

The Qur'an, his supreme and everlasting miracle, stands as the most powerful evidence of his truthfulness and divine appointment. This study explores both the shared and unique attributes of the Prophet's personality and mission, underscoring the divine wisdom manifested through his life, character, and teachings. It further examines how these characteristics such as mercy, patience, justice, humility, and universality form the moral and spiritual foundation of Islamic civilization. By analyzing Qur'anic verses that delineate his special status and responsibilities, the research seeks to deepen the understanding of his Prophethood's comprehensive nature. Ultimately, the study highlights how the Prophet Muhammad's (PBUH) exemplary character continues to serve as an enduring model for individuals and societies striving for moral perfection and divine proximity.

Keywords:

Prophethood, Qur'an, Khaṣāʾiṣ al-Nabī, Final Messenger, Universality, Moral Excellence, Divine Revelation.

[1] *Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women's University, Quetta, Baluchistan.*
faridakakar5@gmail.com ****Corresponding Author***
[2] *Lecturer, Islamic Studies Department, Sardar Bahadur Khan Women's University, Quetta, Baluchistan.*

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

ROAD Directory of Open Access Scholarly Resources
OPEN ACCESS

تمہید

حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی خصوصیات کا جائزہ قرآن مجید کی روشنی میں ایک اہم موضوع ہے، کیونکہ قرآن وہ کتاب ہے جو نہ صرف حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرتی ہے، بلکہ اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کرام کی عظمت اور ان کے اخلاقی کردار کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ قرآن میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی خصوصیات اور اُن کے پیغام کو بیان کیا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت کے بعض خصائص دوسرے انبیاء علیہم السلام سے مشابہ ہیں، جبکہ کچھ خصوصیات آپ ﷺ کو مخصوص طور پر دی گئی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی خصوصیات کا مطالعہ کرنے کے دوران، یہ ضروری ہے کہ ہم ان خصوصیات کو نہ صرف قرآن مجید کے تناظر میں دیکھیں، بلکہ ان کا موازنہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کرام کی نبوت سے بھی کریں۔ اس سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ آپ ﷺ کی نبوت کس طرح پوری انسانیت کے لیے ایک کامل اور آخری پیغام لے کر آئی اور کیسے آپ ﷺ کی شخصیت نے مختلف پہلوؤں میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو مکمل کیا۔

تحقیقی سوالات

حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے خصائص کا قرآن مجید کی روشنی میں جائزہ لیتے ہوئے کچھ اہم تحقیقی سوالات اُٹھ سکتے ہیں، جو اس تحقیق کے مقصد اور اس کے دائرہ کار کو واضح کریں گے۔ یہ سوالات درج ذیل ہو سکتے ہیں:

- حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے وہ خصائص کیا ہیں جو قرآن مجید میں دیگر انبیاء علیہم السلام کرام سے مشترک ہیں؟
- حضرت محمد ﷺ کی وہ منفرد خصوصیات کیا ہیں جو قرآن مجید میں آپ کی نبوت کے لیے مخصوص کی گئی ہیں؟
- قرآن مجید میں حضرت محمد ﷺ کی اخلاقی خصوصیات اور آپ کے کردار کا کیا بیان کیا گیا ہے؟
- حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا پیغام کس طرح عالمی نوعیت کا تھا؟ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ کہاں کیا گیا ہے؟

تحقیق کا طریقہ کار

حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے خصائص کا قرآن مجید کی روشنی میں جائزہ لینے کے لیے بیانیہ اور تجزیاتی طریقہ کار اپنایا گیا ہے:

خصائص نبوی

خصائص نبوی سے مراد وہ خصائص ہیں جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشترک ہیں۔ ویسے تو نبی پاک ﷺ کے خصائص اگر لکھنا شروع کر دیں تو ہزاروں خصائص ہیں جنہیں قلم بند کرنے کے لئے ایک دو فصل یا ایک دو کتابیں لکھنا کافی نہ ہوں بلکہ کئی کتابیں لکھنے کی ضرورت پڑے گی۔ لیکن یہاں پہ آپ ﷺ کے وہ چند خصائص مختصراً بیان کئے جا رہے ہیں جو دوسرے انبیاء علیہم السلام میں بھی پائے جاتے ہیں :۔

آپ اللہ کے رسول ہیں:

اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ[1]

بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

جس طرح گذرے ہوئے انبیاء علیہم السلام نبی اور رسول تھے نبی کریم ﷺ بھی انہی کی طرح رسول اور نبی آئے، جس کی گواہی "مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ[2] محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اسی طرح سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا[3]

کہہ دیجئے، اے لوگو! بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول آیا ہوں۔

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں تفسیر ابن کثیر میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بیچ بات تھوڑی تیز ہو گئی، اسی حالت میں عمر فاروق چلے گئے اور ابو بکر نے معافی کی درخواست کی مگر عمر راضی نہیں ہوئے۔ آپ دربار محمدی میں تشریف لے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد نادم ہوئے اور دربار رسول میں حاضر ہو کر تمام بات بتائی جس سے حضور ﷺ ناراض ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار کہتے رہے کہ زیادہ ظلم مجھ سے ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے ساتھی کو میری وجہ سے چھوڑتے نہیں؟ سنو میں نے اس آواز حق کو اٹھایا کہ لوگو میں سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر آیا ہوں تو تم نے مجھے جھوٹا کہا لیکن اس ابو بکر نے میرا اقرار کیا۔[4]

آپ ﷺ کو اللہ نے بندوں پر حجت پورا کرنے کے لیے بھیجا:

وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ تُصِیۡبَہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَ نَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ[5]

اور اگر ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ان کو مصیبت پہنچتی پس یہ کہتے اے ہمارے رب کیوں ہماری طرف رسول نہیں بھیجا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مسلمانوں میں سے ہو جاتے۔

مُّصِیۡبَۃٌ یعنی عذاب اور سزا، پورا مطلب اس طرح ہے کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ بد کرداری کی وجہ سے نازل ہونے والی مصیبت کے وقت یہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا گیا کہ ہم ایمان لاتے اور احکام کی اتباع کرتے تو ہم کوئی پیغمبر نہ بھیجتے اور بغیر تنبیہ و تخویف سابق کے ان کے کفر کی سزا ان کو دے دیتے لیکن ہم نے اتمام حجت اور آئندہ معذرت کا راستہ بند کرنے کے لیے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ لِئَلاَّ یَکُوْنَ لِلنَّاسِ حُجَّۃٌ مِنْ بَعْدِ الرُّسُلِ تاکہ پیغمبروں کی بعثت کے بعد لوگوں کو کفر و معصیت کا کوئی عذر پیش کرنے کا موقع باقی نہ رہے۔[6]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً چھ سو سال بعد نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اب اے اہل کتاب تمہارے پاس کوئی عذر باقی نہ رہا کہ تم آخرت میں یہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی رسول ہدایت کرنے والا نہیں آیا تھا لہٰذا غلطی اور کوتاہی میں ہم معذور تھے۔ اب انکار کی کوئی گنجائش نہیں، نبی کریم ﷺ بشیر و نذیر تمہارے پاس آ چکے ہیں۔ اب جو اطاعت نہ کرے یا ہدایت حاصل کرنا نہ چاہے تو وہ اپنے انجام کا خود ذمہ دار ہے۔ اس بشیر و نذیر کی بعثت کی اطلاع تو ان کی کتابوں میں بھی موجود تھی۔ لیکن یہ اپنی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔[7]

اب اس کے بعد بھی اگر لوگ اپنا رویہ نہ بدلیں، نبی کی اطاعت نہ کریں یا نبی کو جھٹلائیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی بے بس نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جب چاہے جہاں چاہے بلا مزاحمت سزا دے سکتا ہے اور جب چاہے نبی بھیج دے تاکہ لوگوں کے پاس یہ بہانہ یا عذر نہ رہے کہ ہمیں کسی حلال و حرام، جائز یا ناجائز کا پتہ نہیں تھا۔ اللہ پاک نے اتمام حجت کے لیے ان کے پاس پیغمبر اور نبی بھیجے ہیں۔ اب اس کے بعد بھی وہ اگر سدھرتے نہیں اس کے بعد وہ اپنے انجام کے ذمہ دار خود ہوں گے وہ جیسا کریں گے اللہ انہیں ان کے اعمال کے مطابق سزا دیں گے۔

آپ بشیر ونذیر ہیں:

نبی کریم ﷺ کی ایک صفت بشیر و نذیر ہے جیسے دوسرے انبیاء علیہم السلام کرام کی بھی یہ صفت ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ [8]

پس اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ اپنے محبوب سے فرماتے ہیں کہ ان سے کہو میں ایمان والوں کے لئے بشیر اور نذیر بن کر آیا ہوں جیسا کہ قرآن میں ذکر کیا گیا ہے:

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ [9]

میں ایمان والوں کے لئے صرف ڈرانے والا اور بشارت دینے والا آیا ہوں۔

بشارت کے لغوی معنی خوشخبری کے ہیں۔ یہ کلمہ قرآن مجید میں ایک سو چوبیں مرتبہ آیا ہے اور ان میں سے سولہ مرتبہ انذار کے ساتھ ساتھ آیا ہے۔ بشارت ہمیشہ کسی اہم اور اچھی بات، اہم معاملے اور بڑی کامیابی کی دی جاتی ہے۔ کسی معمولی بات کی بشارت نہیں دی جاتی اور نہ ہی مخاطب اسے وزن دیتا اور قبول کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اور زکریا علیہم السلام کو بڑھاپے میں اولاد نرینہ کی بشارت دی گئی۔ اس کا تذکرہ قرآن مجید نے متعدد آیات میں کیا ہے۔ الغرض بشارت ان باتوں کی دی جاتی ہے جو انسان کی پسندیدہ، محبوب اور چاہت والی ہوتی ہیں۔ جن کے حاصل کرنے کے لئے انسان شوق رکھتا ہے اور محنت اور کوشش کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو فرمایا :"بشرالمومنین "یعنی مومنوں کو خوشخبری دیں۔ اس خوشخبری کا دائرہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی ہے۔

کلمہ انذار کی اصل نذر ہے جس کے معنی ہوشیار و آگاہ کرنا اور خبردار کرنے کے ہیں۔ کسی کو کسی بھیانک صورتحال سے اس طرح آگاہ کرنا کہ وہ اس سے بچنے کی فکر میں لگ جائے۔ "انذار" کے معنی کسی ایسی بات کی اطلاع دینا ہے جو تم کر رہے ہو اور اس کا نتیجہ تمہارے لیے تباہی اور نقصان کا موجب ہو۔ انسان اپنی زندگی میں مگن ہو کر نہیں جانتا کہ کونسی چیز اس کی ذات کے لیے فائدہ مند ہے اور کونسی چیز نقصان دہ ہے؟ یہ چیز اس کو وحی کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس اعتبار سے انبیاء علیہم السلام کو منذرین یعنی نقصان و تباہی سے آگاہ کرنے والے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا منصب بشارت دینے والا اور ڈرانے والے کا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو غلط کام کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرتے اور صحیح نتائج کی خوشخبری دیتے تھے۔[10]

آپ ﷺ کے یہ اوصاف کئی آیتوں میں بیان ہوئے ہیں۔ کچھ آیتوں میں آپ ﷺ کے صرف نذیر ہونے کا ذکر ہے، کچھ میں آپ ﷺ کو بشیر ونذیر کہا ہے اور مبشر اور منذر بھی کہا ہے۔ پہلے رسولوں کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی مبشر اور منذر کہا لیکن دو وجہ سے تبشیر و انذار میں آپ ﷺ کی شان انبیاء علیہم السلام سے زائد ہوگی۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو مبشر اور منذر کے ساتھ بشیر اور نذیر بھی کہا۔ باقی نبیوں کو یہ نام نہیں دیئے گئے۔ عرفاً یہ الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں لیکن لغوی لحاظ سے ان میں کچھ فرق ہے۔ قرآن میں اور پھر مقام لغت میں ان کا باہمی فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ نے ہر کمال آخری حد تک عطاء فرمایا۔ جب آپ ﷺ وصف نبوت میں انبیاء علیہم السلام کے لیے واسطہ ہیں تو ان اوصاف میں بدرجہ اولیٰ واسطہ ہوں گے جو انبیاء علیہم السلام کو نبوت کی وجہ سے حاصل ہوئے۔ آپ ﷺ باقی انبیاء علیہم السلام سے جس طرح نبوت میں ممتاز ہیں ویسے ہی ان اوصاف میں بھی ممتاز ہوں گے۔[11]

آپ ﷺ لوگوں کو پاک بناتے اور کتاب وحکمت سکھاتے:

حضور انور ﷺ کی خصوصیات کو قرآن پاک میں اجمالاً اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ [12]

البتہ اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب انہی میں سے رسول بھیجا ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اس آیت میں رسول پاک ﷺ کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ اللہ پاک نے آپ ﷺ کو لوگوں پر احسان کے طور پر مبعوث کیا اور یہ اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جس کے ذریعے سے اس نے ان کو گمراہی کے گڑھے سے بچایا اور انہیں ہلاکت سے محفوظ کیا اور یہ رسول انہی کے حسب ونسب، ان کی اپنی قوم اور ان کے اپنے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، وہ ان کے لیے خیر خواہی کے جذبات رکھتا ہے اور ان پر بہت شفیق اور مہربان ہے۔ امام عبد اللہ بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہؓ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے:

> اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر عظیم احسان ہے، اس امت نے کوئی دعا نہ کی اور نہ ہی رغبت کا اظہار کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے رحمت بنا دیا جو انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا، جو علم نہ رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطاء فرمایا، ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جس میں ادب نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ادب سکھا دیا۔[13]

یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ یعنی وہ ان کو ان آیات کے الفاظ اور معانی سکھاتا ہے۔ ویزکیھم یعنی وہ ان کو شرک، گناہ، رذائل اور دیگر تمام برے اخلاق واطوار سے پاک کرتا ہے۔ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ اور انہیں کتاب سکھاتا ہے" یا تو اس سے مراد جنس کتاب ہے جو کہ قرآن مجید ہے تب اللہ تعالیٰ کے ارشاد یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ سے مراد آیات کونیہ ہوں گی یا کتاب سے مراد "کتابت ہے تب اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتاب اور کتابت کی تعلیم دے کر ان پر بڑا احسان کیا ہے، جس کے ذریعے سے علوم حاصل کئے جاتے ہیں اور ان کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ والحکمة یہاں حکمت سے مراد سنت ہے جو کہ قرآن مجید کی مانند ہے نیز اس سے مراد تمام اشیاء کو اپنے اپنے مقام پر رکھنا اور اسرار شریعت کی معرفت بھی ہے۔[14]

نبی کریم ﷺ روزانہ تبلیغ دینے میں لگے رہتے تھے عرب کے مشہور میلوں، منڈیوں اور بازاروں میں جا کے لوگوں کو اندھیرے سے نکلنے کی ترغیب دیتے تھے۔ ہر شخص سے اکیلے میں ملتے تھے آبادی اور گاؤں غرض یہ کہ ہر جگہ پیغام الٰہی پہنچاتے تھے نہ کسی سے ڈرتے تھے اور نہ خوف واندیشہ تھا۔ دشمنوں کے باوجود آپ ﷺ نے پیغام الٰہی کا پہنچانا نہیں چھوڑا کیونکہ آپ ﷺ کو اسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے اور آپ ﷺ نے بھی خوش اسلوبی کے ساتھ یہ کام سرانجام دیا۔ حکمت اور دانائی سے لوگوں کو اسلام کا پیغام دیا بہت سے لوگ آپ ﷺ کی حکمت عملی کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

آپ ﷺ کا کام صرف پیغام پہنچادینا ہے اور بس:

تمام انبیاء علیہم السلام کا بنیادی فرض اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچانا تھا اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو "مبلّغ" یعنی پیغام پہنچانے والا قرار دیا ہے، جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت میں فرمایا:

یَاأَیُّهَاالرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِن رَّبِّكَ[15]

یہ آیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا کام صرف پیغام کا پہنچانا تھا اور اللہ نے اس کام میں آپ ﷺ کو مکمل اطمینان اور معیاری رہنمائی فراہم کی۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی یہی خصوصیت مشترک تھی کہ وہ اللہ کے پیغام کو اپنی قوم تک پہنچاتے تھے، لیکن حضرت محمد ﷺ کا پیغام اب تک کے تمام پیغامات سے مکمل اور آخری ہے۔

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ [16]

اور اگر وہ منہ موڑیں، آپ پر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ نہیں۔

یہاں اللہ پاک اپنے حبیب کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ اللہ کے احکام پہنچا دیں باقی اس پر عمل کرنا یا نہیں کرنا ان کا اپنا کام ہے، آپ ﷺ نے پہنچا دیا تو آپ کا کام آپ کی طرف سے مکمل ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے صرف پہنچانے کی ذمہ داری پوری کرنا ہے جیسے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ [17]

پھر اگر تم منہ موڑو گے تو جان لو سوائے اس کے نہیں کہ ہمارے رسول پر واضح طریقے سے پیغام پہنچانا ہے۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ جس طرح باقی انبیاء علیہم السلام کا کام صرف پہنچانا تھا تو اسی طرح نبی کریم ﷺ کا کام بھی صرف پہنچا دینا ہے۔ باقی لوگوں سے اللہ کے احکام پر عمل کرانے کا ذمہ نبی پاک ﷺ کا نہیں ہے۔ باقی حساب کتاب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا فرض خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کیا، دن رات اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں گزارے۔ جیسا کہ سید قطب شہید لکھتے ہیں:

> کہ اس فیصلہ کن ہدایت میں تحریک اسلامی کی نوعیت اور تحریک کی لیڈر شپ کے لیے سامان بصیرت ہے، لیڈر شپ کا کام صرف یہ ہے کہ وہ ہر مرحلے میں مناسب پالیسی اختیار کرے اور اپنا فریضہ سر انجام دے۔ ان کا یہ فریضہ نہیں ہے کہ وہ تحریک کو اس انجام تک پہنچائیں جہاں تک اسے اللہ پہنچانا چاہتا ہے۔ نیز ان کا یہ فریضہ بھی نہیں کہ وہ تحریکی اقدامات اور مراحل میں شتابی دکھائیں، نہ ان کا یہ کام ہے کہ تحریک کی ناکامی کا اعلان کر کے مایوس ہو جائیں۔ جب لیڈر شپ دیکھے کہ اللہ کے فیصلے میں دیر ہو رہی ہے اور ان کو تمکن فی الارض نصیب نہیں ہو رہا ہے اور اقتدار سے وہ ابھی دور ہیں تو پریشان نہ ہوں، وہ تو صرف داعی ہیں، محض داعی۔ وہ مزید لکھتے ہیں: اللہ کی قوت کے آثار تمہارے ماحول میں نظر آرہے ہیں۔ اللہ بڑی بڑی مضبوط اقوام کو پکڑ تا ہے۔ وہ زوال کے گڑھے میں گرتی ہیں، اس وقت جبکہ وہ زمین پر سرکشی اختیار کرتی ہیں اور فساد برپا کرتی ہیں۔ ایسی اقوام کی قوت میں کمی ہوتی ہے، دولت میں کمی ہوتی ہے اور ان کی اہمیت کم ہوتی جاتی ہے۔ کسی وقت تو ان کی حکومت سے سورج غروب نہیں ہوتا لیکن بعد میں وہ سکڑ کر رہ جاتی ہیں اور جب اللہ کسی قوم کی شکست و خسارے کا فیصلہ کرتا ہے تو اللہ سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے اور اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔ [18]

غیر معمولی رعب و دبدبہ:

اللہ تعالیٰ نے ویسے تو تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو مؤثر بنانے کی خاطر انہیں غیر معمولی رعب و دبدبہ سے نوازا تھا مگر نبی اکرم ﷺ کو رعب و دبدبہ کی وہ شان عطاء کی گئی جو کسی اور نبی و رسول کو حاصل نہیں ہوئی۔ تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے بڑے بڑے سردار و رئیس آپ ﷺ کی شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ ﷺ کا رعب و دبدبہ کی وجہ سے مدینہ میں آباد قبائل جنگی ساز و سامان کے باوجود اپنے مضبوط قلعوں میں نبی اکرم ﷺ کی پیغمبرانہ جلالت سے کانپنے لگتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے بذات خود اپنے پانچ امتیازات گنوائے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی: نصرت بالرعب مسیرة الشهر [19]

مجھے پانچ ایسے امتیازات دیئے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملے(۱) ابھی ایک ماہ کی مسافت باقی ہو کہ دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو اللہ پاک نے اپنے رعب اور ہیبت کے ذریعے فتح و نصرت عطاء کی۔ بلا اسباب ظاہری کے ایک مہینے کی مسافت تک آپ ﷺ کے دشمن آپ سے مرعوب اور خوف زدہ رہتے تھے۔ یہ تائید غیبی تھی کہ ایک مہینے کی مسافت تک دشمنوں کے دلوں میں آپ ﷺ کا رعب ڈال دیا گیا۔ غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے دلوں پر جو رعب طاری ہوا اس بارے میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ [20]

ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔

چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا قرآن مجید نے شہادت دی:

وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ [21]

اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

نصرت بالرعب، فیرعب منی العدو عن مسیرة الشهر [22]

رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی، پس دشمن مجھ سے ایک ماہ کے فاصلے پر ہی مرعوب ہو جاتا ہے۔

ایک ماہ کے فاصلہ سے مراد کہ اسلام کے دشمنوں پر حضور اکرم ﷺ کا رعب اتنے فاصلے سے طاری ہونے لگتا ہے اور وہ آپ ﷺ کے نام کی ہیبت سے کانپنے لگتے تھے۔ قاضی سلیمان اپنی کتاب "رحمت للعالمین" میں لکھتے ہیں:

سرور عالم ﷺ تبلیغ و دعوت کے لیے شہر مکہ کے اندر اور آبادی سے باہر رات ہو یا دن، تن تنہا تشریف لے جایا کرتے تھے۔ مگر کسی شخص کو حضور ﷺ پر جاں ستاں حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ [23]

آپ ﷺ کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ کوئی ناواقف یا اجنبی شخص جیسے ہی آپ ﷺ کو دیکھتا تو اس پر ایک لرزہ طاری ہو جاتا۔ وہ رعب و دبدبے میں آجاتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

من رآه بدیهة هابه [24]

جو شخص اچانک آپ ﷺ کے سامنے آتا مرعوب ہو جاتا۔

مگر جونہی وہ نبی اکرم ﷺ کے قریب جاتا اس کا خوف جاتا رہتا اور وہ آپ ﷺ کے قرب میں طمانیت محسوس کرتا۔ اسی طرح کئی دفعہ کفار بھی آپ ﷺ سے مرعوب ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے بلکہ بخوشی اسلام قبول کر لیتے۔ جیسا کہ ایک کافر کا واقعہ ہے:

ان هذا اخترط سیفی، فقال: من یمنعک؟ فقلت: الله، فشام السیف، فها هو ذا جالس، ثم لم یعقبه [25]

قیصر روم کو جب حضور اکرم ﷺ کا خط ملا اس نے سردارِ قریش ابو سفیان جو تجارت کے سلسلے میں وہیں تھے دربار میں بلوایا۔ اس سے آپ ﷺ کے بارے میں سوالات پوچھے۔ آپ ﷺ کے نام مبارک سے ہرقل پر جو رعب و دبدبہ طاری ہوا اسے ابو سفیان یوں بیان کرتے ہیں:

لقدامرامرابن ابی کبشۃ،انہ یخافہ ملک بنی الا صفر۔فما زالت موقنا انہ سیظھر حتی ادخل اللہ علی الاسلام[26]

بخدا!ابو کبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) کی شان بہت بڑھ گئی اتنی کہ ان سے شہنشاہ روم ڈرنے لگا۔اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ بہت جلد غالب ہوں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے میرے دل میں اسلام داخل فرمایا۔

اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ نے جب کسریٰ ایران خسرو پرویز کو اپنا مکتوب سفیر کے ہاتھ بھیجا تو اس نے غصے سے آگ بگولہ ہو کر آپ ﷺ کے نامہ مبارک کو پرزے پرزے کر دیا اور والی یمن کو حکم دیا کہ وہ اس مدعی نبوت کو گرفتار کرنے کے لیے دو آدمی روانہ کرے اور اسے ہمارے سامنے پیش کرے۔والی یمن نے اس مقصد کے لیے دو ایرانیوں کو مدینہ روانہ کیا۔ان میں سے ایک اپنی اس ناکام مہم سے واپسی پر والی یمن باذان کے دربار میں آیا تو اس نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

مجھ سے کسی نے ایسی ہیبت کے ساتھ گفتگو نہیں کی، جتنی ہیبت مجھ پر ان سے (محمد) گفتگو کرنے میں طاری تھی۔[27]

آپ ﷺ کا یہ رعب و دبدبہ اور ہیبت وجلال آپ کی پیغمبرانہ خصوصیت تھی نہ کہ اسلحہ کی فراوانی کی وجہ سے، یہ خصوصیت اسلام کی سربلندی اور ترویج اشاعت کے لیے بہت مؤثر ثابت ہوئی یہاں تک کہ وعدہ الٰہی کے مطابق دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہو کر رہا۔

معجزات کا حامل

ہر نبی کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف سے معجزات ہوتے تھے تا کہ ان کے دعوے کی سچائی ثابت کی جا سکے۔حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بھی اللہ کی طرف سے معجزات پیش آئے، جن میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔قرآن مجید کو معجزہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ نہ صرف ایک آسمانی کتاب ہے بلکہ اس میں ایسی حکمت اور رہنمائی ہے جو انسانوں کی عقل سے بالاتر ہے۔قرآن مجید کی معجزات کے حوالے سے یہ آیت بہت مشہور ہے:

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا[28]

یہ آیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ قرآن کا کوئی بھی انسان یا جنات جیسا طاقتور جاندار بھی مثل نہیں بنا سکتا، اس لیے قرآن حضرت محمد ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔

نتیجہ

حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے خصائص کا قرآن مجید کی روشنی میں مطالعہ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی شخصیت اور پیغام میں وہ خصوصیات موجود ہیں جو آپ کو باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کی نبوت کا پیغام عالمی نوعیت کا تھا اور آپ ﷺ کی سیرت ایک بے مثال اخلاقی نمونہ ہے۔آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، جو انسانیت کے لیے رہنمائی کا ابدی ذریعہ ہے۔آپ ﷺ کی نبوت کی تکمیل کے ذریعے اللہ نے انسانوں کو مکمل ہدایت فراہم کی اور آپ ﷺ کا پیغام قیامت تک تمام انسانوں کے لیے ہے۔یہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت نہ صرف آپ ﷺ کے دور کے لوگوں کے لیے بلکہ تمام انسانوں کے لیے ایک جامع اور مکمل ہدایت کا پیغام ہے۔

حوالہ جات:

1 سورہ یٰس 03:36۔

2 سورۃ الفتح 48:29۔

3 سورۃ الاعراف 158:07۔

4 ابن کثیر، ابولفداء اسماعیل بن عمر القریشی الدمشقی، **تفسیر القرآن العظیم**، (ریاض: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، 1997ء، 3/490۔

5 سورۃ القصص 47:28۔

6 پانی پتی، محمد ثناء اللہ، قاضی، **تفسیر المظہری**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1999ء)، 9/86۔

7 محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء)، 3/89۔

8 سورۃ البقرہ 213:02۔

9 سورۃ الاعراف 188:07۔

10 اصلاحی، امین احسن، مولانا، **تدبر قرآن**، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2009ء)، 2/482۔

11 عالم، محمد بدر، حافظ، **محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں**، (اٹک: مکتبہ حمادیہ، 1430ھ)، ص 173۔

12 سورۂ آل عمران 164:03۔

13 سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین، **الدر المنثور فی التفسیر بالماثور**، (قاہرہ: مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، 2003ء)، 2/256۔

14 سعدی، عبد الرحمان بن ناصر، **تفسیر سعدی**، (لاہور: دار السلام، س ن)، پارہ 4، ص 444۔

15 سورۃ المائدہ 67:05۔

16 سورۂ آل عمران 20:03۔

17 سورۃ المائدہ 92:05۔

18 قطب، سید، **فی ظلال القرآن**، (لاہور: ادارہ منشورات اسلامی، 1417ھ)، 4/121۔

19 بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب التیمم، باب: قول النبی ﷺ: جعلت، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1422ھ)، رقم الحدیث: 335۔

20 سورۂ آلِ عمران 151:03۔

21 سورۃ الاحزاب 26:33۔

22 ابن حنبل، امام، احمد بن محمد، **المسند للامام احمد بن حنبل**، (قاہرہ، دار الحدیث، 1995ء)، رقم الحدیث: 99۔

23 منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی، **رحمۃ للعالمین**، (فیصل آباد: مرکز الحرمین الاسلامی، 2007ء)، 1/117۔

24 ترمذی، امام، محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ، **السنن الترمذی**، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ، (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ، 1975ء)، رقم الحدیث: 3638۔

25 بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، ۱۴۲۲ھ، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب الجہاد، باب تفرق الناس عن الامام، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1422ھ)، رقم الحدیث: 2913۔

26 بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب بدء الوحی، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1422ھ)، رقم الحدیث: 7۔

27 سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین، **الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیر الوریٰ**، (لاہور: حامد اینڈ اکیڈمی 1989ء)، 2/33۔

28 سورۃ الاسراء 88:17۔